احادیثِ نبویہ میں مومن کی مثال اور اس کی معنویت

الْخُطْبَةُ الْأُولَى

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَعَدَ عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِينَ بِالْأَجْرِ الْعَظِيمِ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، فَاللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، وَعَلَى مَنْ سَارَ عَلَى هَدْيِهِمْ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ.

أَمَّا بَعْدُ: فَأُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ وَنَفْسِي بِتَقْوَى اللَّهِ، قَالَ سُبْحَانَهُ: **(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ)**[١].

رفیقانِ ملت اسلامیہ! میرے عزیز بھائیو! اللہ عزّ وجلّ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو حکم دیا کہ مومنین کو یہ خوشخبری سنادیں کہ اللہ رب العزت کی طرف سے اُن کے لئے اجرِ عظیم اور بڑا فضل ہے[٢]، چنانچہ ارشادِ باری تعالی ہے: **(وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا)**[٣] آپ مومنین کو بشارت دیدیں کہ اُن کے لئے اللہ کی طرف سے ایک بہت بڑا فضل ہے۔ اور اِس

---

(١) التوبة : ١١٩.

(٢) تفسير القرطبي : (١٤/٢٠٢).

(٣) الأحزاب : ٤٧.

بڑے فضل سے مراد جنت تک رسائی ہے، اللہ سبحانہ وتعالی نے دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ لَهُمْ مَا يَشاؤُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ﴾[1] اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیا وہ جنت کے باغات میں ہوں گے، اور وہ جو خواہش کریں اپنے پروردگار کے پاس موجود پائیں گے، اور یہی ہے بہت بڑا فضل۔

اب سوال یہ ہے کہ حقیقی مومنین کون ہیں؟ اور اُن کے صفات کیا ہیں؟ تو حقیقی مومنین وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُس کی نازل کردہ کتابوں پر اور اُس کے بھیجے ہوئے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور اچھی اور بری تقدیر پر، رب ذو الجلال والاکرام کا ارشاد عالیشان ہے: ﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ﴾[2]. رسول ایمان لائے اُس چیز پر جو اُس پر اُس کے رب کی طرف سے اتاری گئی، اور مومنین ایمان لائے، یہ سب ایمان لائے اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر، اور اُس کے رسولوں پر۔ پیارے نبی ﷺ نے مومنین کو اِس بات کی ترغیب دی ہے کہ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کریں، حرام سے بچیں، تاکہ

---

(١) الشورى : ٢٢.
(٢) البقرة : ٢٨٥.

اُن کا ایمان اور زیادہ قوی ہو جائے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے کچھ ایسے اعمال وصفات اور عادات و خصوصیات کا ذکر فرمایا جس کو اختیار کرنے سے مومنین کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، اور یہ چیزیں جنت میں رفعِ درجات کا سبب بنتی ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے اُن کو مخاطب ہو کر فرمایا: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ... ». مومن کی مثال ...یعنی آپ ﷺ نے مومنین کی صفات کو تشبیہات و تمثیلات کے ذریعہ بیان فرمایا اور اُس کی معنویت کو واضح فرمایا۔

میرے عزیز دینی بھائیو! رسول کریم ﷺ نے مومنین کی بہت سی تشبیہ و تمثیل پیش کی ہے، ایک حدیثِ پاک میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ؛ كَمَثَلِ الْأُتْرُجَّةِ، رِيحُهَا طَيِّبٌ، وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ؛ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ، لَا رِيحَ لَهَا، وَطَعْمُهَا حُلْوٌ»[(١)]. جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی عُمدہ ہوتی ہے اور مزہ بھی لذیذ ہوتا ہے، اور جو مومن قرآن شریف نہ پڑھے اُس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ خوشبو کچھ نہیں لیکن مزہ میٹھا ہوتا ہے۔ لہٰذا جو مومن پابندی سے قرآن پاک کی تلاوت کا اہتمام کرتا ہے، تو اُس کے ظاہر وباطن میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے، جس سے اس کا نفس پاکیزہ ہو جاتا ہے،

---

(١) متفق عليه.

اور وہ اچھے اخلاق اور بلند کردار کا حامل بن جاتا ہے، اِسی لئے نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کی تشبیہ ترنج سے دی ہے، جو نارنگی جیسا ایک پھل ہے، اور جس سے قریب وبعید ہر شخص کو فائدہ پہونچتا ہے، کیونکہ یہ شکل وصورت کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ خوشبودار اور خوش ذائقہ بھی ہوتا ہے[1]، اور جو مومن پابندی سے قرآن پاک کی تلاوت کا اہتمام نہیں کرتا ہے، نبی پاک ﷺ نے اس کو کھجور سے تشبیہ دی ہے، جو ایک پاکیزہ پھل تو ہے، کھانے والا اس کی لذت کو محسوس کرتا ہے، لیکن اُس کا فائدہ اُن لوگوں تک نہیں پہنچتا ہے جنھوں نے اُس کا ذائقہ نہیں چکھا ہے۔ لہذا اِس تمثیل کی روشنی میں ہم اہلِ ایمان کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ تلاوتِ قرآنِ پاک کے تعلق سے ہماری کیا صورتِ حال ہے؟ اور اِس تمثیل کی دونوں قسموں میں سے کس قسم میں ہمارا شمار ہے؟

برادرانِ ملتِ اسلامیہ! ایک حدیث میں حضور پاک ﷺ نے مومن کو شہد کی مکھی سے تشبیہ دی ہے، چنانچہ آپ ﷺ کا پاک ارشاد ہے: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ النَّحْلَةِ، أَكَلَتْ طَيِّبًا، وَوَضَعَتْ طَيِّبًا، وَوَقَعَتْ عَلَى عُودٍ فَلَمْ تَكْسِرْ وَلَمْ تُفْسِدْ»[2]. اس ذات کی قسم

---

(١) عمدة القاري شرح صحيح البخاري : (٢٠/٣٨).

(٢) أحمد : ٦٨٧٢، وأبو القاسم الأصفهاني في الترغيب والترهيب : ٧٦. واللفظ له.

جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، مومن کی مثال شہد کی مکھی کی سی ہے، جو پاکیزہ چیز (پھلوں کا رس) کھاتی اور پاکیزہ چیز (شہد) نکالتی ہے، اور وہ جس لکڑی پر بیٹھتی ہے نہ تو اُس کو توڑتی ہے اور نہ ہی اس کو خراب کرتی ہے۔ اِس تمثیل کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن ہر حال میں پاکیزہ ہوتا ہے، حلال وپاک رزق کا متلاشی ہوتا ہے، قول وفعل اور مزاج میں نرم خوئی سے آراستہ ہوتا ہے، محنت ومشقت اور جہدِ مسلسل کا عادی ہوتا ہے، نہ تھکتا ہے اور نہ سستی وکاہلی کا شکار ہوتا ہے، اور نہ کسی کو تکلیف وایذا پہونچاتا ہے، بلکہ جہاں جاتا ہے اور جس جگہ ٹھہرتا ہے فیض رساں ثابت ہوتا ہے۔ اور جب مشکلات وپریشانی کا سامنا کرتا ہے تو اُس سے اُس کی ایمانی قوت بڑھتی ہے، نبی پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے مومن کی اِس کیفیت کو ہری بھری کھیتی سے تشبیہ دی ہے، چنانچہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ؛ لَا تَزَالُ الرِّيحُ تُمِيلُهُ، وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيبُهُ الْبَلَاءُ»(۱). مومن کی مثال اُس کھیتی کی سی ہے جسے ہوائیں اِدھر اُدھر ہلاتی رہتی ہیں، ایسا ہی مومن ہے کہ اس پر بلائیں برابر آتی رہتی ہیں۔ یعنی جب اُس پر آفتیں آن پڑتی ہیں، اور جانُ ومال اور اہلُ وعیال کے تعلق سے مصیبت وآزمائش میں مبتلا ہو جاتا ہے تو صبر وضبط اور تحمل سے کام لیتا ہے، پختہ عزمُ وارادہ اور بلند حوصلگی کا ثبوت دیتا ہے، اور یہ یقین

---

(۱) متفق عليه واللفظ لمسلم .

رکھتا ہے کہ یہ مصائب وآلام اُس کے گناہوں کا کفارہ اور اُس کے درجات کی بلندی کا سبب بن جائیں گے[1]، اور پھر اپنی زندگی اور اپنی کارگردگی کا سلسلہ خود اعتمادی اور توکل علی اللہ کے ساتھ جاری وساری رکھتا ہے، اور اس کے پیشِ نظر قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ ہوتی ہے: ﴿وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾[2]. اور مومنین تو اللہ ہی کی ذات پر توکل وبھروسہ کرتے ہیں۔ بسا اوقات مومن سے گناہ سرزد ہو جاتا ہے، لیکن وہ فوراً اپنے خالقِ حقیقی کی اطاعت وفرمانبرداری بجالاتا ہے، اور استقامت وثابت قدمی کا مظاہرہ کرتا ہے، تو ایسے شخص کی مثال نرم ونازک ہرے بھرے پودے کی سی ہے، جب اُس تک تیز وتند ہوا پہونچتی ہے تو وہ جھک جاتی ہے، اور جب ہوا تھم جاتی ہے تو وہ سیدھی ہو جاتی ہے[3]. چنانچہ ایک جگہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ السُّنْبُلَةِ؛ تَمِيلُ أَحْيَانًا، وَتَقُومُ أَحْيَانًا»[4]. مومن کی مثال نرم پودے کی مانند ہے، جو کبھی جھک جاتی ہے اور کبھی سیدھی ہو جاتی ہے۔ اِس لئے بندہ مومن سے جب گناہ سرزد

---

(١) شرح النووي على مسلم : (١٥٣/١٧).
(٢) المائدة : ١١.
(٣) التنوير شرح الجامع الصغير : (٥٣٣/٩).
(٤) مسند أحمد : (٨٣/٢٣) ومسند أبي يعلى الموصلي: ٣٢٨٦. وقد وقع في رواية البيهقي في شعب الإيمان: (٧٠٩٦) عَنْ جَرِيرٍ قَالَ : كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْحَسَنِ، إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، مَا تَقُولُ فِي الْعَبْدِ يُذْنِبُ الذَّنْبَ ثُمَّ يَتُوبُ؟ قَالَ : لَمْ يَزْدَدْ بِتَوْبَتِهِ مِنَ اللَّهِ إِلاَّ دُنُوًّا... قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ السُّنْبُلَةِ، تَمِيلُ أَحْيَانًا، وَتَسْتَقِيمُ أَحْيَانًا... ثُمَّ قَرَأَ : ﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ﴾ [الأعراف: ٢٠١].

ہو جاتا ہے تو وہ توبہ ُو استغفار کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور گریہ وزاری کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتا ہے، اور اِس طرح اللہ تعالی کے اِس حکم کی تعمیل بجالاتا ہے: ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾[1]. اے ایمان والوں! تم سب کے سب اللہ کے حضور میں توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاو۔

محترم سامعینِ کرام ! نبی اکرم ﷺ کا پاک ارشاد ہے: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ خَضْرَاءَ، لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَلَا يَتَحَاتُّ... هِيَ النَّخْلَةُ»[2]. مومن کی مثال اُس سرسبز ُو شاداب درخت کی ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے... اور یہ کھجور کا درخت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مومن کو کھجور کے درخت سے اِس لئے تشبیہ دی ہے کیونکہ یہ درخت بہت ہی منافع بخش ہے، ہمیشہ سایہ دار رہتا ہے، عمدہ اور پاکیزہ پھل دیتا ہے، اُس کی کوپلیں خوبصورت ہوتی ہیں، اُس کا پھل حسن وجمال کا پیکر ہوتا ہے، تو اِس طرح یہ پورا درخت سود مند اور کار آمد ہوتا ہے[3]، اِسی طرح مومن کی ذات ہے کہ اُس کی اچھائی و بھلائی عام ہوتی ہے، اُس کی شخصیت فیض رساں اور نافع ہوتی ہے، اُس کی صحبت آپ کے لئے

---

(١) النور : ٣١.
(٢) متفق عليه.
(٣) شرح النووي على مسلم: (١٧/١٥٤).

کارآمد ثابت ہوگی، اُس کی ہم نشینی آپ کے لئے منفعت بخش ہوگی، اور اگر آپ اُن سے مشورہ کریں گے تو خیر خواہانہ مشورہ پائیں گے[1]. تو ایمانی درخت اپنے پاکیزہ پھلوں سے پہچانا جاتا ہے، اور اُس کا پاکیزہ پھل نیک اعمال اور بلند اخلاق و کردار ہے، جس سے مومن کو ہر اُس شخص کی محبت و مودت حاصل ہوتی ہے جو اُس سے ملتا جلتا اور اُس کے ساتھ راہ و رسم رکھتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں اپنے مومن بندوں میں شمار فرما، اور مومنین کے صفات و اخلاق سے ہمیں آراستہ فرما، اور اُن کے ساتھ قیامت کے دن جنت میں داخلہ نصیب فرما۔ فَاللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ، وَارْزُقْنَا صِفَاتِهِمْ وَأَخْلَاقَهُمْ، وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَهُمْ، وَوَفِّقْنَا جَمِيعًا لِطَاعَتِكَ، وَطَاعَةِ رَسُولِكَ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَطَاعَةِ مَنْ أَمَرْتَنَا بِطَاعَتِهِ عَمَلًا بِقَوْلِكَ: **(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ)**[2].

أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ،

فَاسْتَغْفِرُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

---

(١) تفسير القرطبي: (٩/٣٦٠).

(٢) النساء: ٥٩.

الْخُطْبَةُ الثَّانِيَةُ

الحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، نَحْمَدُهُ حَمْدَ الشَّاكِرِينَ، لَهُ الحَمْدُ الحَسَنُ وَالثَّنَاءُ الجَمِيلُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، فَاللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، وَعَلَى مَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ.

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ وَنَفْسِي بِتَقْوَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

برادرانِ اسلامی اور معزز سامعینِ کرام! رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے ایک رہنما اصول یہ بیان فرمایا ہے کہ انسان آپس میں ایسے ہی متفاوت (جُدا جُدا) ہوتے ہیں جس طرح کہ کان (معدنیات کے ذخائر) مختلف ہوتے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: «النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ»[1]. انسان کانوں کی طرح ہیں، جیسے سونا اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں۔ اِسی طرح نبی پاک علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ واضح فرمایا ہے کہ مومن کی فطرت بہت ہی پاکیزہ اور اُس کا خمیر بہت ہی نفیس اور اُس کی اساس بہت ہی پائدار ہوتی ہے، اُس میں تغیر و تبدل نہیں واقع ہوتا ہے، آپ ﷺ نے ارشا فرمایا: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْقِطْعَةِ مِنَ الذَّهَبِ، نَفَخَ عَلَيْهَا صَاحِبُهَا، فَلَمْ تَتَغَيَّرْ وَلَمْ تَنْقُصْ»[2]. اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان

---

(١) متفق عليه واللفظ لمسلم.

(٢) أحمد : ٦٨٧٢، وأبو القاسم الأصفهاني في الترغيب والترهيب : ٧٦.

ہے، مومن کی مثال سونے کے ایک ٹکڑے کی طرح ہے، کہ اگر اُس کا مالک اُس پر پھونک مارے تو وہ نہ تبدیل ہوتا ہے اور نہ ہی اُس میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے۔ اِس تشبیہ کے ذریعہ یہ بتانا مقصود ہے کہ بندہ مومن کثرت سے اللہ کے کلام کی تلاوت کرتا ہے، اُس کے سننے کا اہتمام رکھتا ہے، جس سے اُس کی ایمانی قوت میں اضافہ ہوتا ہے، اُس کے اندر خوف وخشیت کی صفت پیدا ہوتی ہے اور اُس کو زیادہ سے زیادہ نیک عمل کی توفیق ملتی ہے۔ جیسا کہ رب ذو الجلال والا کرام کا فرمان ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ* الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ* أُوْلَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا﴾[(١)]. مومنین تو وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل کانپ اٹھتے ہیں، اور جب اُس کی آیتیں انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُس سے اُن کا ایمان اور زیادہ (تروتازہ) ہو جاتا ہے، اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں، جو لوگ نماز پڑھتے اور ہمارے دیے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں، یہی وہ سچے مومنین ہیں۔ لہٰذا مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ اُن اعمال کو انجام دینے میں پوری جدّ وجہد کرتا ہے جو اُس کے لئے دنیا وآخرت میں نفع بخش ہو، اور اِس معاملہ میں وہ کوئی سستی وکاہلی نہیں کرتا ہے، اس طرح وہ اپنی ذات کو بھی

---

(١) الأنفال : ٢ - ٤.

سعادتوں سے بہرہ ور کرتا ہے اور اپنے ارد گرد رہنے والے لوگوں کے لئے بھی خوشی ومسرت کے مواقع فراہم کرتا ہے، لہذا اُس سے کوئی ایسا قول و عمل نہیں سرزد ہوتا ہے جس سے لوگوں کو تکلیف پہونچے یا اُن کی شان میں کوئی بد سلوکی ہو، چنانچہ نبی پاک ﷺ نے مومن کی چند صفات اِن الفاظ میں بیان کی ہے: «لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيءِ»[1]. مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بے حیا اور بدزبان نہیں ہوتا ہے۔ لہذا ہمیں اِن اعلی اخلاق وکردار سے متصف ہونے کی کوشش کرنی چاہیے، اور اس کو اپنی اولادوں کے دلوں میں رچانا اور بسانا چاہیے۔ اخیر میں اللہ سبحانہ کے حضور میں نہایت ہی گریہ وزاری کے ساتھ دعا ہے کہ مولائے کریم ہمیں ایمان پر استقامت نصیب فرما، مومنانہ اوصاف سے متصف فرما، ہمیں اور ہماری اولادوں کو اعلی اخلاق وکردار سے آراستہ فرما، اور اخلاص کے ساتھ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔ هَذَا وَصَلُّوا وَسَلِّمُوا عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ، كَمَا أَمَرَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، فَقَالَ فِي كِتَابِهِ الْمُبِينِ: (إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا)[2].

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ. وَارْضَ

---

(١) البخاري في الأدب المفرد : (١/١١٦) ، والترمذي : ١٩٧٧ .

(٢) الأحزاب : ٥٦ .

اللَّهُمَّ عَنِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ: أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، وَعَنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ الْأَكْرَمِينَ. اللَّهُمَّ يَا خَيْرَ مَنْ سُئِلَ، وَيَا أَجْوَدَ مَنْ أَعْطَى، وَيَا أَكْرَمَ مَنْ عَفَا، وَأَعْظَمَ مَنْ غَفَرَ؛ نَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرَاتِ أَوْفَرَهَا، وَمِنَ الْعُلُومِ أَنْفَعَهَا، وَمِنَ الْأَخْلَاقِ أَكْمَلَهَا، وَنَسْأَلُكَ السَّعَادَةَ فِي الدُّنْيَا، وَالْفَوْزَ فِي الْآخِرَةِ. **اللَّهُمَّ وَفِّقْ رَئِيسَ الدَّوْلَةِ الشَّيْخَ خَلِيفَةَ بْنَ زَايِدٍ لِمَا تُحِبُّهُ وَتَرْضَاهُ، وَاشْمَلْ بِتَوْفِيقِكَ نَائِبَهُ وَوَلِيَّ عَهْدِهِ الْأَمِينَ، وَإِخْوَانَهُ حُكَّامَ الْإِمَارَاتِ**. اللَّهُمَّ يَا سَمِيعَ الدَّعَوَاتِ، يَا رَفِيعَ الدَّرَجَاتِ، اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ، **اللَّهُمَّ ارْحَمِ الشَّيْخَ زَايِدَ وَالشَّيْخَ مَكْتُومَ وَشُيُوخَ الْإِمَارَاتِ الَّذِينَ انْتَقَلُوا إِلَى رِضْوَانِكَ، وَأَدْخِلْهُمْ بِفَضْلِكَ فَسِيحَ جَنَّاتِكَ. اللَّهُمَّ أَدِمْ عَلَى دَوْلَةِ الْإِمَارَاتِ نِعَمَكَ، وَجُودَكَ وَفَضْلَكَ، وَبَارِكْ فِي خَيْرَاتِهَا وَأَهْلِهَا، وَاجْعَلْهَا دَائِمًا فِي سَعَادَةٍ، وَمِنَ الْخَيْرِ فِي زِيَادَةٍ**. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِينَا وَلِمَنْ لَهُ حَقٌّ عَلَيْنَا، وَعَافِنَا فِي أَبْدَانِنَا، وَأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا، وَبَارِكْ فِي أَهْلِينَا وَذُرِّيَّاتِنَا، وَفِي كُلِّ مَا رَزَقْتَنَا، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. اللَّهُمَّ ارْحَمْ شُهَدَاءَ الْوَطَنِ وَقُوَّاتِ التَّحَالُفِ الْأَبْرَارِ، وَأَدْخِلْهُمُ الْجَنَّةَ مَعَ الْأَخْيَارِ، وَاجْزِ أَهْلِيهِمْ جَزَاءَ الصَّابِرِينَ؛ بِكَرَمِكَ يَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِينَ. اللَّهُمَّ انْصُرْ قُوَّاتِ التَّحَالُفِ الْعَرَبِيِّ، وَانْشُرِ الِاسْتِقْرَارَ وَالسَّلَامَ فِي بُلْدَانِ الْمُسْلِمِينَ، وَالْعَالَمِ أَجْمَعِينَ. اللَّهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِينَ، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا غَيْثًا مُغِيثًا هَنِيئًا وَاسِعًا شَامِلًا، اللَّهُمَّ اسْقِنَا مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ، وَأَنْبِتْ لَنَا مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ. رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْأَبْرَارِ، يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ.

عِبَادَ اللَّهِ: اذْكُرُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ يَذْكُرْكُمْ، وَاشْكُرُوهُ عَلَى نِعَمِهِ يَزِدْكُمْ. وَأَقِمِ الصَّلَاةَ.